بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ شمار نمبر/38برائے بتاریخ8/فروری2019پیش خدمت ہے۔

مثالی اسلامی خاندان (حصہ دوم)

الحمد للہ رب العالمین والصّلوۃ والسلام علی سیّد الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین،وبعد!

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَبِمَآ اَنفَقُواْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ

وقال اللہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُواقُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ[التحریم:6] صدق اللہ العظیم

برادران اسلام! ایک مثالی اسلامی خاندان وہ ہوتا ہے جہاں ایک دوسرے کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں اور افراد خاندان کے درمیان بے انتہا محبت والفت، احترام اور آپسی پاس ولحاظ ہوتا ہے۔اسلام میں حسن معاشرت اور عائلی زندگی کو خوشگوار وپر سکون بنانے کے لئے نہایت واضح احکام دیئے گئے ہیں اور میاں بیوی، اولاد والدین اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی ہے جس کی تفصیل گذشتہ خطبہ جمعہ میں بیان کی جاچکی ہے۔

آج کے خطبہ میں خاندانوں میں پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے ضمن میں کچھ باتیں بیان کی جائیں گی۔ آج مسلم خاندانوں کا ہم جائزہ لے کر دیکھیں توسب سے نمایاں جو بات ابھر کر سامنے آتی ہے وہ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت اور دینی شعور کی کمی ہے جس کی وجہ سے ہمارے بہت سے خاندان سکون کی دولت سے محروم اور محبت والفت کی زندگی کے لطف سے بے بہرہ ہیں۔ مختلف خاندانوں کے مختلف مسائل ہیں۔ کہیں پر والدین کو شکایت ہے کہ اولاد خود غرض، سرکش اور نافرمان نکلی ہے۔ کہیں پر اولاد کو شکوہ ہے کہ والدین نے انکی تعلیم اور کیریر بنانے پر توجہ نہیں دی۔ کہیں پر بیویاں، شوہروں اور سسرالی رشتہ داروں کے جبر کا شکار ہیں تو کہیں پر شوہروں کو شکایت ہے

کہ بیویاں ان کی اطاعت گذار نہیں ہیں۔ اسی طرح بعض خاندانوں میں طلاق، نان ونفقہ اور وراثت میں حصہ نہ دینے کے مسائل پر جھگڑے ہیں اور اکثر خاندانوں میں حسد، جلن، غیبت، بغض اور تجسس جیسی اخلاقی خرابیوں کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں کو رائی کا پہاڑ بنادیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں خاندانوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور رشتے ناطے توڑ لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح مشترکہ خاندانوں کے اپنے مسائل ہیں جہاں شریعت کے عدم لحاظ کے باعث بدمزگی اور بے چینی رہتی ہے۔ ان مسائل کے پیچھے بنیادی طور پر تین وجوہات کارفرما نظر آتی ہیں۔

1) دینی شعور کی کمی۔ 2) عورتوں کے تئیں غلط رویہ۔ 3) بچوں کی تعلیم وتربیت سے غفلت۔

- دینی شعور کی کمی:

محترم حاضرین! فہم دین اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے نتیجہ میں فکر و نظر میں اعتدال پیدا ہوتا ہے اور ایک پختہ و متوازن شخصیت وجود میں آتی ہے۔ فہم دین کے لئے ضروری ہے کہ حکمت سے لبریز کلام الٰہی کو غور وفکر کے ساتھ پڑھا جائے اور سیرت طیبہ سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ حکمت اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے۔ جس کے معنی علم، سوجھ بوجھ اور عدل کے مطابق فیصلہ لینے کے ہے۔ قرآن حکیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو چار فرائض بتائے ہیں ان میں حکمت کی تعلیم دینا شامل ہے۔ اس لئے جو بندہ قرآن وحدیث سے جس قدر قریب ہوگا اور جتنا فائدہ اٹھائے گا اتنا ہی حکیم بنے گا۔ اس کی نظر پختہ ہوگی، معاملہ فہمی اور عدل کے ساتھ فیصلہ لینے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ اس لئے جہاں حکمت ہوگی وہاں مسائل بآسانی حل ہوجائیں گے۔ کسی انسان کے اندر فہم دین ہوگا تو وہ دین کے تقاضوں اور زندگی کے مقصد کو خوب سمجھنے والا ہوگا۔ اسے یہ شعور رہے گا کہ وہ اپنی زندگی کے ایک ایک عمل کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنے رب کو جوابدہ ہے۔ اسے معلوم ہوگا کہ دین کے ایک معنی غلبہ کے ہیں۔ یہ دین قائم ہونے اور چھا جانے کے لئے آیا ہے۔ اس دین کو سب سے پہلے اس کی ذات پر نافذ ہونا ہے اور پھر اپنے گھر اور اطراف کی دنیا میں اسے غالب کرنے کی

فکر و جدوجہد کرنی ہے: وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ "اور اللہ کے راستے میں جدوجہد کرو جیسا کہ جدوجہد کرنے کا حق ہے" اس طرح جب زندگی کا عظیم مقصد ہر وقت اس کی نگاہوں میں ہوگا تو بے کار، لایعنی اور وقت ضائع کرنے والے کاموں سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ معاشرہ میں آپ نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب کوئی شخص اپنے لئے کوئی بڑا ٹارگٹ مقرر کرتا ہے تو دوسری بہت سی چیزیں جو نسبتاً غیر اہم یا بے فیض ہوتی ہیں وہ ان سے کنارہ کشی اختیار کرلیتا ہے اور اس نے جو زندگی اپنے لئے بسائی ہوتی ہے اسے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے آس پاس کی ہر چیز اس مقصد اور اس ٹارگٹ کو حاصل کرنے میں تعاون کررہی ہے جسے اس نے اختیار کیا ہے۔ اسطرح فہم دین رکھنے والے ایک شخص کی کوشش ہونی چاہئے کہ وہ اپنی ساری زندگی کو مقصد حیات سے ہم آہنگ کرلے جس کا دائرہ اس کے خاندان سے شروع ہوکر باہر کی دنیا میں دور تک پھیلتا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی زندگیاں اس کا بہترین مظہر تھیں۔ آج مسلم معاشرہ کے اندر مقصد حیات کے شعور کی بے حد کمی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کرنے کے اصل کام سے غافل اور اپنے ہاتھوں پیدا کردہ مسائل اور لاحاصل کاموں میں بری طرح الجھے ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ کا حل یہی ہے کہ قرآن وحدیث سے تعلق مظبوط کیا جائے اور صالح اجتماعیت سے جڑکر اپنی توانائیوں اور صلاحیتوں کو صحیح جگہ استعمال کیا جائے۔ جب مرد وخواتین اس کام میں لگ جائیں تو گپیں ہانکنے، لگائی بجھی کرنے اور غیبت، چغلی جیسی کئی اخلاقی برائیوں کا شکار ہونے کے لئے ان کے پاس مزید وقت نہیں بچے گا۔

- **عورتوں کے تئیں غلط رویہ:**

عورتوں کے تئیں غلط رویہ ہمارے سماج کی ایک عام خرابی ہے۔ اچھے خاصے دینی سمجھے جانے والے گھرانوں میں بھی عورتوں پر زیادتی کے واقعات سامنے آتے ہیں اور حد یہ ہے کہ خود عورتیں، عورتوں پر ظلم کرتی ہیں۔ خاندان کا دائرہ زوجین سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے ایک مثالی خاندان کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ پہلی اینٹ درست رکھی جائے۔ نوجوان اپنے لئے رشتہ کے انتخاب میں

شریعت کی ہدایت کے مطابق دولت اور حسن و جمال کے بجائے دینداری اور پاکیزہ سیرت کو معیار بنائیں اور لڑکیاں بھی اپنے لئے صالح نوجوانوں کا انتخاب کریں۔ اسلام نے انہیں یہ حق دیا ہے کہ اگر کوئی رشتہ انہیں پسند نہ ہو تو وہ اسے رد کر سکتی ہیں۔ اس معاملہ میں لڑکیوں پر نہ تو جبر کیا جائے اور نہ لڑکیاں کسی دباؤ کو قبول کریں۔

یہاں مردوں میں پائے جانے والے اس تصور کی اصلاح بھی ضروری ہے کہ مرد ہونے کے ناطے انہیں زیادہ حق حاصل ہے اور وہ اپنی بیوی کو باندی بنا کر رکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ (البقرہ :۲۲۸)

عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں، البتہ مردوں کو ان پر ایک (برتر) درجہ حاصل ہے۔

مرد اور عورت دونوں کے میدانِ کار کی وضاحت اور ذمہ داریوں کی تعیین کے ساتھ اسلام نے مرد پر ایک اضافی ذمہ داری عائد کی ہے اور وہ ہے خاندان کی سربراہی۔ کسی بھی ادارے کو منظم انداز میں چلانے کے لئے اس کا ایک سربراہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جو اس کے تمام کاموں کی نگرانی کرے، اس کے نظم و ضبط کو درست اور چاق چوبند رکھے، اس سے وابستہ تمام افراد کی سرگرمیوں پر نظر رکھے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے ماتحتوں اور اس کے درمیان محبت و خیر خواہی پر مبنی ربطِ باہم پایا جائے۔ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کو تحفظ فراہم کرے اور وہ لوگ بھی پوری خوش دلی کے ساتھ اس کے احکام بجالائیں اور ان سے سرتابی نہ کریں۔ یہ ذمہ داری کسی ایک فرد ہی کو دی جا سکتی ہے۔

اگر یکساں حقوق و اختیارات کے ساتھ ایک سے زائد افراد کو کسی ادارے کی سربراہی سونپ دی جائے اور ہر ایک اپنی آزاد مرضی سے اس ادارے کو چلانا چاہے تو اس کے نظم کا درہم برہم ہو جانا یقینی

ہے۔ مرد اور عورت نظامِ خاندان کے دو بنیادی ارکان ہیں۔ اس کی سربراہی ان میں سے کسی ایک ہی کو دی جاسکتی ہے۔ اسلام نے یہ ذمہ داری مرد کے حوالے کی ہے۔

اور اس کے لئے 'درجہ' کا لفظ آیا ہے۔ جس سے ذمہ داری کا شعور ابھرنا چاہئے نہ کہ مرد عورتوں پر اپنی برتری جتانے لگیں۔ مردوں کی اسی ذائد ذمہ داری کی بنا پر قرآن میں انہیں 'قوّام' یعنی سربراہ کہا گیا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَآ اَنفَقُواْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط (النساء: 34) مرد عورتوں کے سربراہ ہیں، اس سبب سے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

'قوّام' مبالغے کا صیغہ ہے۔ اس میں کسی کام کو بہتر سے بہتر طریقے سے انجام دینے اور خوب اچھی طرح اس کی نگرانی و محافظت کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ لہذا قوام ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ مرد اپنی عورتوں کی محافظت اور ان کی دیکھ بھال حق ادا کریں۔ صنف نازک کے جذبات ،احساسات اور جائز خواہشات کو پورا کریں اور جہاں اصلاح کی ضرورت محسوس کریں وہاں اصلاح کریں۔

ان کے کاموں میں آسانی اور سہولت پیدا کریں۔ ان کے معاملہ میں ظلم ،زیادتی اور ناانصافی کے مرتکب نہ ہوں۔ اگر کوئی غلطی ہو جائے تو عفوو درگذر سے کام لیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں، اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہو (ترمذی: کتاب المناقب)۔

ایک اور روایت میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: حضرت ابو ہریرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں (مسلم)

ایک اور روایت میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور بہترین برتاؤ کو کمالِ ایمان کی شرط قرار دیا ہے، حضرتِ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ (سب کے ساتھ) (اور خاص طور سے) بیوی کے ساتھ لطف و محبت کا ہو۔ (المستدرک: کتاب الایمان)۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ازواج کے ساتھ کس طرح بے تکلف، پر لطف اور دوستانہ تعلقات تھے اسکا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو دونوں حالتوں کا علم مجھے ہو جاتا ہے، حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ: یارسول اللہ! کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو "لاوربّ محمد" (محمد کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو، اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو "لاورب ابراہیم" (ابراہیم کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو، اس وقت تم میرا نام نہیں لیتیں؛ بلکہ حضرت ابراہیم کا نام لیتی ہو، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: (یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں) نام کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتی (بخاری: کتاب الأدب)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی تو پیدل دوڑ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہوا تو میں جیت گئی اور آگے نکل گئی، اس کے بعد جب (موٹاپے) سے میرا جسم بھاری ہو گیا تو (اس زمانے میں بھی ایک دفعہ) ہمارا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو آپ جیت گئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہاری اس جیت کا جواب ہو گیا (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صنف نازک کو مارنے پیٹنے یا اس کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے سختی سے منع فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹنے لگے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے اور پھر دوسرے دن جنسی میلان کی تکمیل کے لیے اس کے پاس پہنچ جائے (بخاری: کتاب النکاح)

ایک دفعہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیویوں کے حقوق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ، اور جب تم پہنو تو اس کو پہناؤ، نہ اس کے چہرے پر مارو اور نہ برا بھلا کہو اور نہ جدائی اختیار کرو، اس کا موقع آ بھی جائے یہ گھر میں ہی ہو (ابو داؤد:)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو مارنے پیٹنے والوں کو خراب لوگ فرمایا: اپنی بیویوں کو مارنے والے اچھے لوگ نہیں ہیں، (ابن حبان: باب معاشرۃ الزوجین) اور خود نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا، (مسلم)

جس طرح مرد یہ چاہتا ہے کہ بیوی اس کے لیے بناؤ سنگار کرے، اسی طرح مرد کو بھی عورت کے لیے بناؤ سنگار کرنا چاہیے، صاف ستھرا رہنا چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے میں بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لیے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے، چونکہ ارشادِ باری ہے: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا حق ان پر ہے) میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ تو میرے تمام حقوق کی ادائیگی کریں اور میں نہ کروں حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ "وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" (اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

یعنی جس طرح مرد کو ہر اعتبار سے عورت پر فضیلت حاصل ہے، اسی طرح اسے اخلاق کے اعتبار سے بھی اس پر فضیلت ہونا چاہیے۔

- **بچوں کی تعلیم وتربیت سے غفلت**

برادران اسلام! ہمارے معاشرہ کا ایک اور اہم مسئلہ بچوں کی اسلامی خطوط پر تعلیم وتربیت کی کمی کا ہے۔ نیک اولاد کسی بھی انسان کے لئے بیش بہا قیمتی سرمایہ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے گراں قدر عطیّہ

ہوتا ہے، اس لئے والدین کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ جہاں اپنے بچوں کی بہتر نشوونما کے لئے صحیح نگہداشت وپرورش کا سوچتے ہیں وہیں بچوں کی درست خطوط پر تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کریں، کیونکہ اگر آج ان کے بچوں کو پاکیزہ اخلاق سے آراستہ اور حقوق سے واقف کروادیا جائے گا تو یقیناً آج کی یہ معصوم کلیاں مستقبل میں گلستانِ حیات کی خوبصورتی ورونق کو دوبالا کرنے کا باعث ہوں گی۔ اور اگر خدانخواستہ اپنے عیش کی دنیا کی فکر میں بدمست ہوکر ان کی تربیت کا معاملہ لااُبالی پن کی نذر ہوگیا تو آنے والا دن یقیناًوالدین کے لئے بڑا اذیّت ناک اور سوہانِ روح ہوگا۔

اپنی اولاد کی تربیت کے معاملہ میں سردمہری کا مظاہرہ کرنے والوں کو کل قیامت کے روز جو کربناک صورت حال پیش آسکتی ہے اس سے اہل ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے آگاہ کردیا ہے تاکہ وہ اپنی فکر کے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال اور اپنی آل اولاد کو عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے اور دوزخ کا ایندھن بننے سے بچانے کی بھی فکر کرسکیں، ارشاد باری ہے:

(يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ)[التحريم:6]

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر"[سورہ تحریم:٦]

اور اہل ایمان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے بارے میں ایک لمحہ کے لئے بھی کسی طور پر غفلت کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ وہ ہمیشہ اپنے متعلقین کی آخرت کی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی شیطان کی راہ کو اختیار نہ کرنے پائے۔ سورہ طور میں ہے کہ:

(قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ)[الطّور:26]

" کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیان بہت ڈرا کرتے تھے" اس آیت میں اولاد کے بارے میں اہل ایمان کی اسی بے قراری اور ان کے فکرواندیشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

قرآن شریف میں حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے سلسلے میں لکھا ہے:

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيعْقُوْبُ. يا بَنِى اِنَّ اللّٰه اصْطَفٰى لَكُمْ الدِّين فَلاَ تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ :

ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ اے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لیے دین کو منتخب کیا ہے لہٰذا تم مسلمان ہو کر ہی مرنا۔ اور آگے قرآن کریم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں پھر ذکر کیا ہے۔

اِذْ حَضَرَ يعْقُوْبَ الْمَوْت اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِی.

"کہ جب موت حضرت یعقوب علیہ السلام کے قریب آئی تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کو مقصد حیات پر کاربند رکھنے کے لئے کس درجہ فکرمند تھے۔ اللہ تعالی ہمیں بھی ایسی ہی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ غرض ان باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ جب دین کا صحیح فہم اور زندگی کے مقصد کا شعور ہمارے اندر پیدا ہوگا، عورتوں کے ساتھ ہمارا رویہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوگا تو ان شاءاللہ العزیز صالح و خوشحال خاندان بنیں گے اور معاشرہ بھی ان خاندانوں سے فیضیاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ یہاں موجود تمام افراد کو توفیق عطا کریں کہ وہ اپنے گھرانوں کو مثالی اسلامی گھرانے بنائیں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.